عالیجناب فضیلت مآب مولینا الحاج صدر الافاضل صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب سجادہ نشین علی پوری !!

ماہ اکتوبر ۱۹۵۶ء

سالانہ چندہ ۵ روپے

ششماہی چندہ ۳ روپے

عالیجناب صاحبزادہ حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری۔

الحاج مولنا حضرت مہر عبد الحق صاحب مینیجر رسالہ مولینا الحاج عالیجناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کنجاہی مولنا غلام رسول صاحب

چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر پبلشر نے طور پرنٹنگ پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا۔

قواعد و ضوابط

۱۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ ۲۔ بزرگانِ دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ ۳۔ کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں پیش کرنا۔ عوام کے افعال و اعمال اور اُن کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1. انور صوفیہ مئی 1951
2. انور صوفیہ مارچ 1952
3. انور صوفیہ فروری 1953
4. انور صوفیہ اپریل 1953
5. انور صوفیہ اگست 1953
6. انور صوفیہ جولائی 1954
7. انور صوفیہ اپریل 1955
8. انور صوفیہ اپریل، مئی 1955
9. انور صوفیہ جون 1955
10. انور صوفیہ جولائی 1955
11. انور صوفیہ اگست 1955
12. انور صوفیہ ستمبر 1955
13. انور صوفیہ اکتوبر 1955
14. انور صوفیہ نومبر، دسمبر 1955
15. انور صوفیہ جولائی، اگست 1956
16. انور صوفیہ ستمبر 1956
17. انور صوفیہ اکتوبر 1956
18. انور صوفیہ نومبر 1956
19. مناقب مجددیہ، قیومہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔ سیرت طالب ۲۔ انوار طالب ۳۔ تصوف ۴۔ تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

bakhtiar2k@hotmail.com

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

نظر تو آؤ کہیں جاں نثار ہم بھی ہیں
تمہارے دیکھنے کو بے قرار ہم بھی ہیں

بلایا جاتا ہے اوروں کو آستانے پر
ہمیں بھی پوچھیئے امیدوار ہم بھی ہیں

تیری نگاہ نے ذرّوں کو آفتاب کیا!
ادھر بھی دیکھئے گا خاکسار ہم بھی ہیں

دکھا ہمیں بھی کبھی جلوۂ رُخِ انور
کہ تیری دید کے امیدوار ہم بھی ہیں

صبا ہمیں بھی کبھی ساتھ اپنے ہی لے چل
کہ ان کی راہگذر کے غبار ہم بھی ہیں

گنہگار خطاکار گو بُرے ہیں مگر
تیرے ہی بندوں میں آخر شمار ہم بھی ہیں

مثالِ ماہیِ بے آب شمس فرقت میں
تڑپتے رہتے ہیں اور بے قرار ہم بھی ہیں

کیوں نظر آتا نہیں آج ہمارا ساقی
چھپ گیا بدج ولایت کا ستارا ساقی

ساقیِ کوثر و تسنیم کا پیارا ساقی
بیکسوں اور غریبوں کا سہارا ساقی

وہ کریم ابن کریم اور سخی ابن سخی
چشمۂ لطف و کرم دل کا اجالا ساقی

اک توجہ سے کیا کرتا تھا بیخود اکثر ہی
مئے عرفاں سے تھا سرشار سراپا ساقی

بھیڑ لگ جاتی تھی میخواروں کی جب محفل میں
جام پہ جام دیا جاتا تھا پیارا ساقی

ہوش والوں کے بھی ہو جاتے گم ہوش و حواس
جب دکھاتا تھا ذرا طور کا جلوہ ساقی

مہ جبیں ماہ لقا مہر و محبت والا
اب تو ملتا ہی نہیں ایسا پیارا ساقی

زندگی تلخ ہوئی جاتی ہے اب اس کے بغیر
نہیں گذرے گی نہیں صبر کا یارا ساقی

پیش رو شمس کا اور باعث انوار جہاں
مخزن نور و ضیا صبح کا تارا ساقی

گذشتہ سے پیوستہ

ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت انور پر ٹکٹکی لگا کر تیز نظر سے دیکھتا رہا حضور پُر نور علیہ السلام نے اس کی حیرت انگیز کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ حال ہے تیرا؟ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کے روئے انور کی طرف دیکھ کر لذت و راحت و منفعت اٹھا رہا ہوں۔ وَهُوَ هٰذَا كَانَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلے اللہ علیہ وسلم يَنْظُرُ اِلَيْهِ لَا يَطْرِفُ۔ نعالی بَابِي وَاُمِّي التَّمَتُّعُ مِنَ النَّظَرِ اِلَيْكَ۔ الحدیث۔ (شفا شریف) چونکہ وہ صحابہ کرام سچے عاشق جاں نثار تھے جعلی نقلی اہل حدیث نہ تھے۔ اس لئے بموجب حدیث مَنْ رَّاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ۔ حضور کا دیکھنا حق کا دیکھنا سمجھتے تھے۔ یا حسب ارشاد نبوی لَا تَمَسُّ النَّارُ مَنْ رَّاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَّاٰنِيْ رواہ الترمذی۔ حضور علیہ السلام کی صورت اقدس کو دیکھنا باعث نجات از دوزخ سمجھ کر دیکھتے تھے۔ یا اس خیال سے دیکھتے تھے۔ قبر پہلی منزل ہے۔ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے ہر ایک مردہ سے بھی یہی سوال کریں گے۔ مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ۔ متفق علیہ۔ یعنی یہ شخص جو تم میں نبی تھا۔ اس کے حق میں تو کیا کہتا تھا۔ تو آپ کی صورت مطہرہ کو محفوظ فی الذہن اور متصور فی النظر کرتے ہوں۔ تاکہ قبر میں فوراً پہچان کر کہہ دیں۔ ھذا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور بعض شرذمہ قلیلہ کہتے ہیں۔ کہ حضور کی تصویر قبر میں ہوگی۔ حالانکہ یہ الفاظ حدیث کے خلاف ہیں۔ پھر بھی تصوّر کرنا جائز ہوا۔ تاکہ قبر میں وہ تصویر جلد پہچانی جائے۔ اب جس طرح عالم ظاہر میں بچشم حال آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھنا باعث حصول خیرات و برکات ہے ویسا ہی آپ کے روئے پاک کو آنکھ بند کر کے دیکھنا بھی جملہ حسنات و مبرات کا موجب ہے۔ بلکہ اسی غرض سے التحیات میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھنا لازم کر دیا گیا ہے۔ تاکہ حضور کا تصور نماز میں ذہنی طور پر حاصل کرنے کی عادت رہے۔ چنانچہ حضرت امام طریقت و شریعت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ عوارف المعارف باب صلوٰۃ اہل قرب میں لکھتے ہیں۔ وَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صلے اللہ علیہ وسلم وَيُمَثِّلُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْ قَلْبِهٖ یعنی التحیات میں بوقت سلام حضور علیہ السلام کا تصور دل کی آنکھوں میں قائم کرے۔ اور یہی مضمون حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم باب حضور القلب فی الصلوٰۃ میں تحریر کرتے ہیں۔ وَاَحْضِرْ فِيْ قَلْبِكَ النَّبِيَّ وَشَخْصَهٗ وَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی نماز میں حضور کی صورت مبارک کو حاضر کر کے کہہ السلام علیک ایہا النبی۔ اسی طرح امام ابن حجر مکی محدث شافعی شرح عباب باب تشہد میں لکھتے ہیں۔ وَخُوْطِبَ صلے اللہ علیہ وسلم كَاَنَّهٗ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهٗ تَعَالٰى يَكْشِفُ لَهٗ عَنْ مُصَلِّيْنَ مِنْ اُمَّتِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ كَالْحَاضِرِ مَعَهُمْ يَشْهَدُ لَهُمْ بِاَفْضَلِ اَعْمَالِهِمْ وَلِيَكُوْنَ تَذْكِرَةً

وحضورہ سببًا لمزید الخشوع والحضور الخ یعنی حضور علیہ السلام کو التحیات میں اس لئے مخاطب کیا گیا ہے۔ کہ خداوند کریم حضور علیہ السلام اپنی امت کے نمازیوں کو آگاہ کر کے فرماتے ہیں۔ تاکہ حاضر ہو کر شہادت اعمال دیویں۔ اور دل میں حضور لانے سے خضوع خشوع کی زیادتی ہوتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ باب التحیات میں فرماتے ہیں۔ وجہ خطاب آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابداں باشد در جمیع اوقات واحوال خصوصًا در حالت عبادت و آخر آنکہ وجہ نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر است وقوی تر است الخ اب معلوم ہوا کہ التحیات کو محض حکایت معراج کہنا غلط ہے۔ کیونکہ شیخ محقق کی عبادت "ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابداں در جمیع اوقات واحوال" سے ثابت ہوا۔ کہ حقیقی معنے لفظوں کے مراد ہیں۔ چنانچہ امام محدث ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اسی کی تائید یوں فرماتے ہیں۔ وجواز الخطاب من خصوصیات صلے اللہ علیہ وسلم اذلوا قبل لغیرہ حاضرًا وغائبًا السلام علیک لبطلت صلوٰۃ اور صاحب مواہب الدنیہ لکھتے ہیں۔ فان کیف شرع ھذا اللفظ وھو خطاب لبشر مع کونہ منھا عنہ فی الصلوٰۃ فالجواب ان ذالک من خصائصہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ یعنی اگر کسی کو نماز میں خطاب کیا جائے۔ تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر التحیات میں السلام علیک ایہا النبی کہنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ یہ بات حضور کے خصوصیات سے ہے۔ اور یہی جواب دیا۔ صاحب مواہب نے۔ پس اگر معنے حقیقی مراد نہ ہوتے۔ بلکہ محض حکایت معراج تھی۔ تو یہ خصوصیت کیسی؟ یہ خصوصیت تو ہر ایک شخص کو ہر جگہ پر نماز میں حاصل ہے۔ مثلاً یا ایہا الناس یا ایہا الذین، یا ایہا الکٰفرون۔ علےٰ ھذا القیاس۔ تو کیا ان مقامات پر کسی صاحب کو نماز ٹوٹنے کا خدشہ اندیشہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ حکایتًا پڑھی جاتی ہے۔ مگر ملا علی قاری جیسے محدث جلیل القدر کو نعوذ نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہنے سے نماز ٹوٹنے کا کیوں خطرہ پیدا ہوا۔ پھر جواب بھی عمدہ دیا۔ کہ یہ خصوصیت حضور علیہ السلام کی ہے۔ پس ثابت ہو گیا۔ اس جگہ حکایتًا نہیں پڑھا جاتا۔ بلکہ یقینًا و قائلًا ومعنًا پڑھا جاتا ہے۔ اور حقیقی سے مراد لیتے ہیں۔ نہ محض حکایت اور حضرت فقہا بھی اس کو حقیقتًا ومعنًا پڑھتے ہیں۔ نہ حکایتًا۔ چنانچہ صاحب بحر الرائق و درمختار وغیرہ صاف لکھتے ہیں۔ کہ الفاظ تشہد میں معانی مراد ہیں۔ نہ حکایت کما فی المجتبیٰ اور یہی بیان کیا۔ صاحب عنایہ نے امام نووی سے اور اسی کو عمدہ معنے کہا ہے۔ اور کہا۔ کہ جو کوئی اس کو حکایت سمجھ کر پڑھتا ہے۔ وہ قول ضعیف اور غلط ہے۔ غرضیکہ حضور علیہ السلام نے خود تصور کی تعلیم و تاکید فرمائی۔ پھر تصور شیخ کو شرک وکفر کہنا مسلمان کا کام نہیں۔

ایک شخص ان پڑھ امی محض باوضو بصد آداب قرآن کریم کو رو برو رکھ کر درود یا کلمہ وغیرہ پڑھتا ہے۔ وہ شخص اگرچہ نہ تو قرآن کریم پڑھ سکتا ہے۔ نہ سنتا ہے۔ مگر پھر بھی ایک قسم کی عبادت کا ثواب پا رہا ہے۔ جیسا کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے النَّظَرُ اِلَی المصحف عبادۃ رواہ الطبرانی یعنی قرآن مجید کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ پھر اگر وہی شخص ہر وقت قرآن کریم

کی طرف دلی خیال سے نہ دیکھے تو کیوں ثواب کا مستحق نہ ہوگا؟
ایک شخص مومن بصدق دل بہ نیت محبت و اخلاص پاکیزہ لباس باوضو بن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی طرف
دیکھے۔ اور کچھ ذکر و تسبیح وغیرہ بھی پڑھے۔ تو وہ صاحب حسب فرمان نبوی اَلنَّظَرُ والی وجہ علی عبادۃ رواہ الطبرانی ایک
قسم کی عبادت کر رہا ہے۔ پھر اگر وہی شخص حضرت علی رضؓ کی صورت ... بنظر باطن بطریق مذکورہ دیکھے تو ضرور وہ شخص ثواب
اور نیکی کا حقدار ہے۔ کیونکہ اگر ظاہر آنکھ سے چہرہ مبارک دیکھنا عبادت ہے۔ تو دل سے دیکھنا اور بھی زیادہ تر ثواب کا
ہے۔

کسی بزرگ ولی اللہ کے دیدار سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ خدا یاد آتا ہے۔ اور ذکر حق کا شوق ترقی کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث
میں آیا ہے۔ خیار عباد اللہ الذین اذا رُؤُا ذکر اللہ۔ اشرح مشکوٰۃ جامع صغیر الطبرانی، یعنی خدا کے بندے بہتر ہیں جن کو دیکھ
کر خدا یاد آتا ہے۔ پس جب ظاہر صورت دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ تو دل کی آنکھ سے زیادہ تر خدا آئے گا۔ (باقی آئندہ)

سلام

حاجی کرم الٰہی صاحب ایڈووکیٹ
سیالکوٹ

السلام اے سید عالم امام الانبیا — السلام اے شاہد عالم شہ ہر دو سرا

السلام اے رحمت عالم شفیع المذنبین — السلام اے سابق و سرور امام المتقین

السلام اے ناخدائے کشتی اسلام ما — السلام اے شاہد ایمان ما و زحبرا

السلام اے رحمت حق بر زمین و آسمان — السلام اے خاتم پیغمبران و مرسلان

السلام اے باعث تخلیق جملہ کائنات — السلام اے صاحب حسن و جمال احسن صفات

السلام اے صاحب لولاک رحمت العالمین — السلام اے واقف اسرار رب العالمین

از من مسکین صبا برساں حضور مصطفےٰ
صد سلام و صد صلوٰۃ بارہا صبح و مسا

نعت شریف

محمد رسولِ خدا ہیں!

محمد رسول خدا بن کے آئے
خدائی کے وہ حق نما بن کے آئے

محمد رسولِ خدا ہیں یقیناً
و لیکن نہیں وہ خدا ہیں یقیناً

فرشتے نہیں ہیں محمد بشر ہیں
فرشتوں سے برتر ہیں خیر البشر ہیں

وہ رحمت ہیں سارے جہانوں کی خاطر
یہ رتبہ ہے قرآن سے ان کا ظاہر

محمد جہانوں پہ ہیں رب کا سایہ
انہیں رحمتِ عالمین ہے بنایا

نبی کو خدا نے جب اوپر بلایا
سرِ فرش سے لامکاں تک دکھایا

خدا خود ہے طالب نبی کی رضا کا
رضٰی سے ظاہر ہے منشا خدا کا

خدا کی رضا ہی رضائے نبی ہے
عطائے خدا ہی عطائے نبی ہے

نہیں ان سا کوئی زمانہ میں آیا
بزرگی میں بعد از خدا ان کا پایہ

ا — خدا نے نبی کو سکھایا پڑھایا
جو نہ جانتے تھے وہ سب کچھ بتایا

ب — ہے علم نبی خاص علم خدا سے
ہے جتنا بھی ہے وہ خدا کی عطا سے

ج — نبی سے بڑا کون دنیا میں آیا
کہ ان سے بڑا اس کا ہو علمی پایہ!

د — نبی غیب کا بھی پڑھاتا سبق ہے
وَمَا ھو بضنین فرمانِ حق ہے!

ہ — صفت پہلی مومن کی ایمان بالغیب
بتایا نبی ہی نے ہوگا وہ لا ریب!

و — ازل سے رہی ہے یہ سنت خدا کی
نہیں کرتا ہر کس پہ وحی انبیا کی!

ز — ہے رب کیلئے شرط گر علم مربوب
تو رحمت رہے بے خبر کیوں ز مطلوب

ح — ہے رحمت مقدم ربوبیت آخر
محرک مقدم ہے حرکت موخر

ط — نہ آئے اگر جوش نہیں ابر رحمت
تو جاگے کہاں باغ و گلشن کی قسمت

خالق ارض وسما۔ مالک ہر دوسرا رب تعالیٰ اللہ عز وجل سبحانہ شانہ کی ذات اقدس اپنی تمام ہیبت کمال وجاہ وجلال سے اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی اپنے علم سے جانتا ہے کب سے موجود تھی۔ اس وقت کوئی اور نہ تھے کوئی زمین نہ زمان۔ ارض وسما۔ جن وبشر موجود نہ تھے۔ حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے۔

بیدون احد آپ اکلا سی ۔۔۔ نہ رب رسول نہ اللہ سی

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اپنے تمام ہیبت وجبروت جاہ وجلال سے موجود تھی۔ یک بیک اس خدا پاک کو خیال مبارک آیا۔ کہ اس کی شناخت والے عبادت کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تسبیح وتقدیس کرنے والے موجود ہوں۔ تو فرمایا حدیث قدسی۔ وماکنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ فرمایا رب تعالیٰ نے کہ میں ایک پوشیدہ اور مخفی خزانہ تھا پس ہم کو محبت اور خواہش ہوئی۔ کہ ہماری معرفت اور عبادت کی جائے۔ یا ہم اپنی معرفت کرائیں۔ اور عبادت کرائیں۔ تو ہم نے خلق کو پیدا کیا۔ یعنے آفرینش خلق کی۔ مگر مندرجہ بالا حدیث قدسی کے ساتھ دو اور حدیثوں کو جو قریب اسی مطلب کی ہیں۔ ملا کر پڑھنے سے اصل مقصد اور مطلب کی تشریح اور وضاحت ہو جاتی ہے۔ فرمایا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اول ما خلق اللہ نوری۔ ثم خلق الخلق من النوری سب مخلوق (ہر قسم) سے اول اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ اور پھر میرے نور سے دوسری تمام مخلوق کو پیدا کیا گیا دوسری حدیث میں فرمایا ہے۔ کنت نبیا آدم بین الماء والطین، میں اس وقت بھی نبی خدا تعالیٰ کا تھا۔ در حالیکہ آدم علیہ السلام مٹی (گارا) اور پانی کا تھا) یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کئی ہزار سال تمام مخلوق سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرما کر حضور نور علی نور بنایا اور فرمایا۔ اس وقت آدم علیہ السلام کا وجود بھی موجود نہ تھا۔ پھر ملائکہ آدم۔ جملہ کائنات پیدا فرما کر تمام ارواح کو اکٹھا کر کے الست بربکم فرمایا۔ اور تمام انبیاء اور المرسلین سے اپنے پیارے حبیب سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان لانے، ان کی اطاعت کرنے، ان کی امداد کرنے کا میثاق کیا۔ قرآن پاک میں اس وعدہ روز میثاق کی نسبت رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ آل عمران۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

ترجمہ: جس وقت اللہ نے پیغمبروں کا عہد لیا۔ کہ البتہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت سے دوں۔ پھر آوے تمہارے پاس ایک پیغمبر یعنی سرکار دو عالم خاتم الانبیا المرسلین علیہ الصلوٰۃ) اس بات کی تصدیق کرنے والا اور سچا کرنے والا جو تمہارے ساتھ ہے۔ البتہ ایمان لائیو ساتھ اس کے (یعنی اس کی اطاعت کرنا) اور البتہ اس کی مدد کرنا۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو۔ اور کیا تم نے اپنے اوپر یہ بھاری عہد لیا ہے۔ (تو پیغمبروں نے جواب میں عرض کیا) انہوں نے کہا اقرار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم گواہ (شاہد) ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہدوں گواہوں میں ہوں۔ اس آیت شریف سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیا علیہم السلام سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا عہد و میثاق ان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے لیا تھا۔ کیونکہ حضور کی نورانی پیدائش سب سے اول اور سب انبیا سے افضل اور اشرف تھی۔ نیز اس آیت شریف سے اور مندرجہ بالا احادیث سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نورانیت کی فضیلت اور افضلیت ثابت ہے۔ کیونکہ تمام انبیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہی پیدا فرمائے گئے تھے۔ اس لئے بھی اصل سے تمام جز کو نسبت اور تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے بھی اصل (نورانی اصل) ہی افضل اور اشرف ہونے کی وجہ تمام پیغمبران جو حضور علیہ الصلوٰۃ کے نور معظم نور اول سے پیدا فرمائے گئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ پر ایمان لانے اور حضور کا ماتحت ہونے اور حضور کی امداد کا بطور ایک مومن ہونے کے حکم ہوا۔

(۲) یہ افضلیت بہ شانِ نورانی اور جبلی دیکھے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحکم حدیث احادیث مندرجہ بالا روز الست سے بھی حاصل تھا۔ مگر اس کے لئے مزید دعا حضرت خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام جد پیغمبران نے جب کہ انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ شریف کی بے آباد۔ بے زرع وادی میں آباد کیا تو دعا فرمائی۔ آیت شریف رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

حضرت آدم علیہ السلام کو جس کی پیشانی نورانی میں سے نور سرکار دو عالم جلوہ گر تھا۔ ملائکہ کو سجدہ کرا کر آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو برتری فرشتگان کا درجہ عطا فرمایا۔ خلیفۃ اللہ بنا کر اور ان کو تخلقوا باخلاق اللہ واتباع ارشادات احکام انبیا علیہم السلام حکم دیکر آباد کر دیا۔ شیطان نے مخالفت حضرت آدم کی کی۔ تو اس مخالفت کی وجہ سے (اگرچہ ملائکہ کو ان کی ناواقفی اور کم علمی کی وجہ حضرت آدم کے مقابلہ علمیت میں شکست ہو کر ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی برتری اور علو شان کو تسلیم کرنا پڑا۔ سجدہ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام کو کرنے کا حکم دیا گیا۔ جس پر شیطان نے سجدہ سے انکار کیا۔ اور لعنت تا روز حشر اور مردودیت کا درجہ حاصل کیا۔ قرآن پاک کی آیات حسب ذیل درج کی جاتی ہیں۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰۗىِٕكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِــُٔوْنِىْ بِاَسْمَاۗءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

قَالَ یَآاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ شیطان نے حد درجہ کی عداوت شروع کردی۔ اور ہر طرح سے نقصان پہنچانے اور اس درجہ قبولیت سے گرانے کی سعی کی۔ جس عداوت اور کشمکش کا نتیجہ جو ہوا وہ یہ ہوا۔ کہ دونو کو جنت الفردوس سے زمین میں گرا دیا گیا بحکم :۔ فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۝ بس دونو کو بہشت بریں سے دھکیل کر دنیا میں پھینک دیا گیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اپنی غلطی کی وجہ کئی سو سال روتے رہے حضرت آدمؑ جن کو لنکا میں گرایا گیا اور حضرت مائی حوّا علیہ السلام کو عرب شریف میں۔ ہر دو اس جدائی اور فرقت میں مارے مارے پھرتے رہے۔ بالآخر کئی سو سالوں کے بعد جب حضرت آدم علیہ السلام نے افضل الانبیاء والمرسلین سرکار دو عالم علیہ السلام کے نام پاک کا وسیلہ دے کر دعا مانگی۔ تو توبہ قبول ہوئی۔ شعر (جامیؒ)

اگر نام محمدؐ را نیاوردے شفیع آدم ‏ ‏ ‏ ‏ نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

نہ یونس را راحت نہ یوسف حشمت و جاہت ‏ ‏ ‏ ‏ نہ عیسےٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضیٰ

تو اس محبوب خدا سید ہر دو سرا شافع روز جزا صدر الورا نور الھدیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل معافی ہوئی۔ جبکہ آدم علیہ السلام رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ معافی ہوگئی۔ اور بنی نوع انسان کی تولید و توالد نسل کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مگر اس سلسلہ کے شروع ہونے سے پیشتر چونکہ آدمی کی سرشت میں نورانی اور خاکی۔ لطیف و کثیف دونو اقسام کی خواص ودیعت شدہ تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انسان کو افراط تفریط سے بچنے اور راہ راست پر گامزن ہو کر شیطان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنے کا بھی ہر طرح سے پورا انتظام کیا۔ اور اگر انسان اپنی عقل سلیم اور فکر کی سوچ بچار کر کے اس چند روزہ مستقر یعنے قیام دنیا میں صحیح سلامتی سے ہر طرح اپنے ایمان کو بچانا چاہیئے۔ تو اس کی ہدایت اور رہنمائی کا بھی کافی انتظام کر دیا۔ رہنمایان۔ صلحان۔ انبیا اور مرسلین راہ ہدایت کے لئے ارسال کئے۔ تاکہ ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کر کے قیام دنیا اور ایام زیست مستعار کو گذار کر اصل مقصد حیات (وما خلقت الجن والانس الّا لیعبدون) انسان عبادت خدا تعالیٰ کر کے ایمان و عرفان کے حصول کے بعد دنیا سے سفر آخرت اختیار کر کے اور مولےٰ کریم کے سامنے سرخرو دست راست میں کتاب خود پکڑی ہوئی ہے۔ سبحان اللہ وہ لوگ کیسے خوش نصیب ہونگے۔ جو خدا کے ان مقبولان اور برگزیدگان کے احکام کے ماتحت زندگی گذار کر فلاح و نجات اور حیات طیبہ کے حاصل کرنے پر فائز ہو جاتے ہیں۔

(مگر ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ)

سب اسی رب کریم کا اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ میں رحم و کرم ہی ہے جس نے

ایسا رہبر مل سکے۔ یہ سلسلہ بعثت انبیاء علیہم السلام کا جاری رہا۔ بنی اسرائیل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پسر سیدنا اسحٰق
علیہ السلام کی اولاد تھے۔ سے انبیاء بعثت حضرت عیسٰی علیہ السلام میں دنیا میں مبعوث ہوتے رہے اور حضرت مسیح علیہ السلام
دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پورے ہونے کی مندرجہ ذیل بشارت دی۔ آیت قرآن شریف ومبشراً برسول
یاتی من بعدی اسمہٗ احمد اور انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۸ حضرت مسیح نے فرمایا۔ اور پیشین گوئی کی تھی یہ کہ جب
فارقلیط (یعنے احمد) آئیگا۔ تو وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر متنبہ کرے گا۔ راستبازی کی تلقین کرے گا۔ اور دنیا کو ضلالت سے
پھر دیگا۔ اب یہ دعا ابراہیم علیہ السلام۔ پیشین گوئی حضرت مسیح علیہ السلام پورے ہونے کا وقت قریب آنے والا تھا۔
عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد از حضرت اسماعیل علیہ السلام آباد تھی۔ بڑی پھلی پھولی قریب تمام عرب
میں پھیل گئی۔ اگرچہ ابتداءً وہ تمام کے تمام توحید پرست دین حنیف کے پیرو۔ خدا واحد کے پرستار تھے۔ مگر مرور زمانہ سے ان
کی اولاد نے توحید پرستی سے ہٹ کر پھر کر بت پرستی اختیار کر لی تھی۔ اور بیت اللہ شریف جو خدا واحد کی عبادت کے لئے
دو تو باپ بیٹا سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام نے اپنے خالق و مالک واحد رب تعالیٰ کی عبادت کے
بحکم اللہ تعالےٰ تعمیر کیا اور جسکا ذکر قرآن کی مندرجہ آیات میں ہے۔
وَاِذْ یَرْفَعُ ابراہیمُ القواعِدَ من البیت واسماعیل۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ رَبَّنَا مسلمین لَکَ وَ
مِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ اور اس سے پہلے کی ایک آیت
کے آخری جزو نے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا۔ وَعَهِدْنَا
اِلٰی ابراہیم واسماعیل اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ۔ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
وارزق اهله من الثمرات مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ باللہ والیوم الآخر ومن کفر فامتعه قلیلا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ الی عذاب
النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ ترجمہ آیات:۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر کی بنیادیں حضرت اسماعیل کے ساتھ ملکر تیار
کرتے تھے۔ (تو انہوں نے دعا کی) اے رب ہمارے ہم سے (ہماری یہ محنت اور عبادت گاہ) قبول کر تحقیق
تو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے یہ عہد کیا۔ کہ میرے گھر کو طواف کرنے
والوں۔ اعتکاف کرنے والوں رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے پاک کرو۔ اور ابراہیم نے کہا) کہ اے رب میرے
اب بنا اس شہر کو امن والا۔ اور اس شہر یہاں کے رہنے والوں کو رزق دے پھلوں (میووں) سے جو کوئی ایمان لاوے
اس میں سے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور ساتھ روز آخرت کے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو کوئی کفر کرے گا۔ پس اس کو تھوڑا
فائدہ دونگا۔ پھر اس کو بے بس (مضطر) کردونگا۔ طرف عذاب آگ دوزخ کی اور یہ بری جگہ۔ پھر دعا کی حضرت
ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی دعا قبول ہوئی۔ مگر ارشاد باری تعالیٰ سے ظاہر یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اہالیان مکہ
شریف توحید پرستی سے پھر بھی جانے والے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگرچہ رسم حج ان میں جاری رہی۔ بیت اللہ
شریف کا طواف بھی ہوتا رہا۔ مگر بیت اللہ شریف بجائے خدا کا گھر ہونے کے بت خانہ بن گیا ہوا تھا۔ اور تمام قبیلے
کے اپنے اپنے بت مقرر تھے۔ جن کی وہ عبادت کرتے۔ پرشاد چڑھاتے تھے۔ وغیرہ۔

شانِ ظہوری

بیت اللہ شریف کی تولیت ہمیشہ کسی معزز گھرانے کے سپرد ہوتی رہی۔ چنانچہ اب وہ وقت آگیا جس وقت اس کی تولیت کا اہل نہایت ہی معزز اور نیک راستباز آدمی یعنی جناب عبد المطلب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جد امجد تھا مقرر کیا گیا۔ انہوں نے ہر طرح سے حجاج کی مسافرین طائفین خدمت سرانجام دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری کا وقت قریب آگیا۔ اسی واسطے حضور کے دادا محترم کو تولیت خانہ کعبہ عطا ہوئی تھی۔ ان کا بھی مولیٰ کریم پر کیا اعتقاد اور ایمان تھا۔ کہ یمن کے عیسائیوں حبشیوں کو حج کعبہ شریف کا بڑا دکھ تھا۔ کہ یہاں کیوں تمام عرب کا اجتماع ہوتا ہے۔ چنانچہ ان بدبختوں کو خدا کے گھر۔ خدا کے محبوب کا گھر۔ جس کے اوپر آسمان میں بیت معمور جو فرشتوں کا خانہ کعبہ ہے) کو مسمار کر کے ہمیشہ کے لئے حج بند کرنا چاہا۔ مگر ارادہ ازلی اور تقدیر ایزدی اس کے بالکل برخلاف تھی۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف فرما ہوئے اس ظلمت آباد کو نور سے پُر نور کرنے کے پچپن دن پہلے یمن کے حبشیوں نے مکہ پر حملہ کیا۔ اور ان کے سردار ابرہۃ الاشرم نے ہاتھیوں کو لے کر خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کا قصد کیا۔ مگر فاران کے پہاڑوں کی چوٹیوں سے خدائے واحد کا جلال چمکنے والا تھا۔ اور یہ روسیاہ جو سیاہ فام ہاتھیوں پر جو پہاڑ کی طرح تھے۔ سوار ہو کر آیا تھا۔ ابابیل کے لشکر (بلائے آسمانی سے) خود ہی تباہ تباہ ہو گئے۔ ابابیلوں نے منہ میں کنکریاں لے کر ایسا حملہ کیا۔ کہ ایک کنکری جو ابابیل گراتی تھی۔ ہاتھی آدمی سب کو تباہ کر کے ہلاک کر دیتی تھی۔ (ان ایام حملہ میں) عبد المطلب کے اونٹ حبشیوں نے پکڑ لئے۔ عبد المطلب نے اپنے اونٹ واپس طلب کئے۔ تو حبشی سردار نے کہا۔ کہ تم کعبہ کو گرا دو۔ اور ہمارے حوالہ کر دو۔ تو اونٹ واپس کئے جاتے ہیں۔ تو عبد المطلب نے کہا۔ کعبہ جانے اور کعبہ کا خدا جو اس کا نگہبان ہے۔ میرے اونٹ مجھے واپس دیدو رب جانے جو رب کعبہ ہے۔ مجھے اس کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ خدا اپنے گھر کی خود حفاظت کر لے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ابابیلوں کا لشکر بھیج دیا۔ اور انہوں نے اپنی چونچوں سے کنکریاں بطور تیر اندازوں کے دشمنانِ کعبہ شریف اور رب کعبہ کے خلاف ایسی چلائیں۔ نہ کوئی فیل رہا نہ فیلبان نہ کوئی سپاہی رہا نہ ہی ابرہہ تمام کے تمام فی النار ہو گئے۔ تو اس واقعہ میں ایک نہایت نازک اور لطیف بات ہے۔ جو بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ وہ یہ اصل پاسبان۔ اصل محافظ۔ اصل نگہبان کعبہ شریف پیدا ہونے والا تھا۔ جس نے تمام عالم کو نور توحید۔ اسلامی اخوت و مساوات انسانی سے معمور کر دینا ہے۔ اس کی آمد کی برکت کے طفیل رب کعبہ نے اپنے کعبہ کی تعمیر کرنے والوں کی پاک مقدس اور متبرک اولاد کی خاطر کعبہ کو تباہ و منہدم ہونے سے بچایا۔ فی الحقیقت بھی سرکار دو عالم کا ہی ایک قسم کا معجزہ سمجھنا چاہیئے۔

عرب کی حالت اور تمام عالم کی حالت تھی۔ عرب میں سخت عیاشی۔ جوا بازی۔ شراب خواری۔ دختر کشی۔ رہزنی اور سفاکی تھی۔ تمام کے تمام بُت پرست ستارہ پرست مشرک اور راہ حنیف سے برگشتہ۔ اسلامی قانون جو حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام، تعلیم دیتا تھا۔ خدائے واحد کی عبادت کرنا۔ مخلوق سے نیک سلوک کرنا۔ ان کی دل آزاری نہ کرنا۔ شرک نہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ ان سے اہل عرب بالکل دور افتادہ تھے۔ گوئی ستودہ صفات مکارم اخلاق ان میں موجود نہ تھا۔

رہزن و دختر کش

وسفاک تھے۔ وہ جواری شرابی اور بے باک تھے۔ منتقم اور کینہ توز و بے حیا ظالم تھے۔ وہ بد عہد تھے۔ اور بے وفا۔ حاسدین و بت پرست و مشرکین۔ منحرف راہ ہدیٰ سے ظالمین۔ ہمارے ایک مہربان مرحوم دوست نے فارسی زبان میں ایک مثنوی لکھی تھی۔ جس میں عرب کے حالات نظم کے اس کتاب کے چند شعر ہدیۂ ناظرین رسالہ اس مضمون میں کرتا ہوں۔

مرکش و دختر کش سفاک بود ❊ کینہ توز۔ خود سر و بے باک بود ❊ شب بروز آوردہ در شرب العقار ❊ روز را شب کردہ در ضرب القمار

بر سر خود افسر شاہی نداشت ❊ از سیاست ہیچ آگاہی نداشت ❊ بود از عالم جدا ویرانہ ❊ اندر آں ویرانہ بس دیوانہ

نے ہوا یش روح پرور زاں ❊ تازہ گشتے گلشن طبع کساں ❊ ہر زمان پیچید صمد با عزور ❊ در سر کوہ ساران از باد و بود ❊

چشمہ نا بے کم تراز چشم ❊ بخیل نخل نشر شو آبش از طبع علیل ❊ نے بباغش سرو دین نے نسترن ❊ نے برو غش لالہ نے گل نے سمن

سبزۂ دلکش نہ طرف جو ئبار ❊ باد روح افزا نہ آب خوشگوار ❊ بود نا فرطبعش از کسب ہنر ❊ و ز ضاعات زمانہ بے خبر ❊

جناب مولانا حالی مرحوم فرماتے ہیں۔

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا ❊ کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا ❊ یہ عزا پر وہ نائلہ پر فدا تھا ❊ اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور ❊ اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر ❊ چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ ❊ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ

فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ ❊ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ ❊ وہ قتل و غارت میں چالاک ایسے ❊ درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر ❊ تو خوف شماتت سے بے رحم مادر ❊ پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور ❊ کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی ❊ جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جیسا کہ ہم نے اوپر تحریر کر دیا ہے۔ تمام جہان میں کفر و الحاد کا دور دورہ تھا۔ ہندوستان کروڑ ہا دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ ایران اور اس کے ملحقہ علاقوں میں دو خدا بنائے ہوئے تھے۔ یہودی اپنے ایمان اور تعلیم سے بالکل دور تھے۔ انجیل بالکل تبدیل شدہ تھی۔ اور بجائے توحید کے عیسائی تثلیث (تین خداؤں کو) پوجتے تھے۔ اور جب اسی طرح کسی ملک میں بے دینی گمراہی اور فسق و فجور کا دور ہوتا تھا تو رب تعالیٰ خالق و مالک کائنات اپنا کوئی برگزیدہ نبی بھیج کر اصلاح اخلاق۔ معاشرت۔ ایمان و توحید فرمایا کرتے تھے۔

اس آخری زمانہ سے پیشتر تمام مصلحان اور انبیا و مرسلین اپنی اپنی قوم و گروہ اور دیہ و ملک کے لئے آتے رہے۔ اور اپنی تعلیم و تربیت اپنے نمونہ زندگی سے لوگوں کی حالت کی درستگی کرتے رہے۔ مگر اب چونکہ تمام جہاں میں گمراہی۔ تاریکی۔ ظلمت کفر و ضلالت۔ نفاق و شرک ہی شرک تھا۔ اور علاوہ بریں تمام ممالک میں مصلحان اپنی اپنی قوموں میں آچکے تھے۔ اس لئے اب سنت الٰہی (ولا تجد لسنت اللہ تبدیلا) کے مطابق وقت تھا۔ کہ کوئی افضل ترین اشرف ترین۔ سلطان الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین تمام عالم کے لئے تمام کائنات کے لئے اور تا قیام قیامت تمام زبانوں کے لئے مبعوث فرمایا جاوے۔

زمانہ نے شروع آفرینش عالم لاتعداد مصلحان۔ رہنمایان انبیاء اور مرسلین کو دیکھا۔ آسمان نے بے شمار گردشیں کیں۔ زمین اپنے محور پر اور سورج کے گرد شب و روز چکر لگاتی رہی۔ اور چمنستان دنیا میں ہزار ہا بار بہار آئی۔ مگر سب سے بہتر سب سے افضل اور بہترین بہار باغ عالم میں آنے والی تھی۔ جو قانون قدرت اور خدا تعالیٰ کی نوازشوں۔ الطاف و اکرام و انعام

سے پُر ہو۔ ایسی بہار۔ ایسی شگفتگی زمین و آسمان اس سے پیشتر کبھی نہ دیکھی نہ سُنی تھی۔ چنانچہ حضرت خلیل کی دُعا اور مسیح کی پیشنگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب سید الانبیاء والمرسلین جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کو بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۵۷۱ء بروز پیر مکہ شریف میں بطن حضرت آمنہ سے تولد فرمایا۔ آپ کی ولادت سے پیشتر واقعہ ابابیل آپ کا معجزہ تھا۔ آپ کی پیدائش کے وقت تمام عالم نور سے معمور ہو گیا۔ آتشکدہ سرد ہو گیا۔ خشک دریا میں سیرابی اور پانی چلنے لگا۔ قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں تزلزل ہو گیا اور کفر و الحاد و بت پرستی کی موت آگئی۔ کعبہ شریف کے تمام بُت اوندھے گر گئے:۔ شعر

نور افشاں جس گھڑی وہ نور یزداں ہو گیا ✽ نور سے معمور سارا عالم امکاں ہو گیا ✽ زینت باغ جہاں وہ جان جاناں ہو گیا ✽ بحر و شیب جبل صحن گلستاں ہو گیا

جلوہ افگن آج وہ سرتاج خوباں ہو گیا ✽ بے بسی بے سامانیوں کا ساز و سامان ہو گیا ✽ جلوہ فرما جس جگہ وہ شاہ شاہاں ہو گیا ✽ جھونپڑا درویش کا قصر سلیماں ہو گیا

سُبحان اللہ۔ آج کا افضل ترین مبارک دن جس دن تمام جہانوں کا رسول۔ تمام انبیاء کا پیشوا اور امام دارین کو اپنے نور انیت سے پُر کرنے والا۔ غریبوں مسکینوں کا حامی۔ دختران۔ بیوگان۔ غلامان کا معاون اور مددگار دنجات دہندہ گنہگاروں کا شفیع۔ دارین کی برکتیں عطا کرنے والا عالم قدس سے دُنیا میں تشریف فرما ہوئے۔ اَلحمدُ للہ الحمد و شکرہ العظیم للہ۔ شکرُ للہ۔ مگر شان ایزدی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پیشتر حضور والد محترم جناب سیدنا عبد اللہ صاحب دار فانی سے کوچ فرما چکے تھے۔ اس لئے آپ کی کفالت آپ کی جدامجد جناب عبد المطلب نے لی۔

رضاعت

والدہ حضور نے دو تین یوم اور ثوبیہ نے چند یوم اور ازاں بعد حلیمہ سعدیہ حضور کو برائے پرورش لے گئی اور چھ سال تک قریباً ان ہی کے پاس پرورش پاتے رہے۔ جب حلیمہ سعدیہ حضور کو ان کی والدہ محترمہ کے حوالہ کر گئیں۔ تو وہ اپنے ننھیال مدینہ شریف تشریف لے گئیں۔ واپسی پر راستہ میں ہی جان حق بمقام ابوا ہو گئیں۔ اور آپ کو دوسری عورت جو ہمراہ تھی۔ واپس مکہ تشریف لے آئیں۔ اور حضور کو ان کے دادا کے سپرد کر دیا۔ مگر خدا کی شان وہ بھی سال کے بعد راہی ملک عدم ہو گئے۔ اور اپنے پسر ابو طالب کو ان کی پرورش اور تربیت و محبت فرما گئے۔ کیا شان ایزدی ہے۔ جس نے تمام عالم کا راہنما۔ تمام جہان کا استاد تمام علوم کا ماہر بنایا ہے۔ اسکی بچپن کے ایسے حالات اور واقعات پیش آئیں۔ خدا کی شان ✽ عرب کا ملک فسق و فجور سے پُر۔ مکارم اخلاق سے خالی اس پر سر زمیں یہ سرکار بالکل کامل یتیم۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار تو حضور کے دنیا میں تشریف لانے سے پیشتر ہی ملک بقا کو انتقال فرما چکے تھے اور چھ سال کا سن شریف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے والدہ محترمہ کا سایہ جو عرش اعظم کا سایہ ہو نلہ ہے اٹھا لیا (مقصود یہ تھا۔ کہ ہمارا محبوب جو خود بے سایہ ہے۔ ہمارے سایہ عاطفت میں پرورش پائے۔) ازاں بعد آپ کے دادا جدامجد حضور عبد المطلب صاحب نے آپ کی پرورش کا ذمہ لیا۔ اور ہر طرح سے بدل و جان آپ سے محبت کرتے اور دلجوئی کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کے فرزند حضرت عبد اللہ کی نشانی تھے۔ مگر رضائے رب تعالیٰ کچھ اور تھی۔ دو ہی سال کے اندر دادا جان بھی داغ مفارقت دے گئے۔

سبحان اللہ اس معصوم ننھی جان کو بچپن میں کیا کیا صدمات اُٹھانے پڑے۔ حضور عبد المطلب نے اپنے پسر ابو طالب کو وصیت فرمائی۔ کہ سرکار دو عالم کی آئندہ ہر طرح سے پرورش اور تربیت کرے۔ جنہوں نے حضور کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا۔ ہر طرح حضور کی خوشنودی مزاج اور تسکین خاطر اور دلجوئی کرتے رہے:۔

ان ایام میں عرب میں شہسواری نیزہ بازی - شعر و شاعری وغیرہ کا بڑا چرچا تھا - حضور کو ان باتوں سے نفرت تھی تاہم حضور کی تعلیم و تربیت کا کوئی خاص انتظام نہ تھا - فی الحقیقت یہ راز قدرت تھا - حضور کو اللہ تعالیٰ نے کسی کا ماتحت کسی کا شاگرد بنانا منظور نہ تھا - اور بنایا کس طرح جاتے اس میں تو قانون قدرت پر حرف آتا تھا - اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرمایا ہے - ہم نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اپنے حکم سے مطاع بنا کر بھیجا ہے - وما ارسلنا من رسولا الا لیطاع باذن اللہ - دوسری جگہ صاف الفاظ میں آتا ہے کہ حضور کو مطاع اور کریم بنایا ہوا ہے - تو اس قانون قدرت کے دستور کا تجد لسنت اللہ تبدیلا) کے مطابق جبکہ دوسرے انبیا علیہم السلام جو حضور کے نور سے پیدا کئے گئے - اور جو حضور کی آمد کی بشارت دیتے رہے اور جن سے اللہ تعالیٰ نے روز الست سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سرکار دو عالم پر ایمان لانے ان کی ماتحت انکی امداد کرنے کا وعدہ لیا تھا) کو مطاع بنا کر دنیا میں بھیجا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو افضل الانبیا المرسلین - خاتم المرسلین میں اور جن کے بعد باب نبوت بند کر کے دین کامل کیا جانا اور حضور پر انعام و اکرام کا تمام کیا جانا تھا - ان کو تو بمنزلہ مطاع بنانا تھا - اس لئے حضور کو نہ کسی کا شاگرد بنایا گیا - نہ کسی سے کوئی تعلیم دلوائی گئی - بلکہ خود مولیٰ کریم نے بحکم وعلمک مالم تعلم خود ہی اپنے محبوب کو سکھایا - خود پڑھایا - اور انشراح صدر کر کے تمام علوم سے معمور کر دیا - سبحان اللہ کیا شان و فضیلت ہے - ایک صاحب نے حضور کی شان میں فرمایا ہے :-

آفتاب مطلع حق الیقین — رحمت عالم شفیع المذنبین
جان آدم روح عالم عقل کل — نونہال گلشن نیک الرسل
پاسبان آستانش جبرئیل — میہمان خوان احسانش خلیل
جلوہ اش را دیدہ دیداری کلیم — سوختہ از آتش عشقش کلیم
از قدومش دادہ با قول فصیح — مژدہ در انجیل خود عیسیٰ مسیح
شمہ طارم ہفت اختران — نور اول خاتم پیغمبران
یک حباب درگہش چرخ برین — یک امین خلوتش روح الامین
اقتدارش شمس انشق القمر — انتک ما انا الا بشر
امی و علامہ علم الکتاب — بے نوا و داور مالک رقاب
امی و نہ نون والقلم — بے نوا و مالک خیل و حشم
طبعہا را مطلع الانوار ساخت

آدم من دون آدم ہر کہ ہست — از شراب حسن او گردید مست
خلعت تعظیم لولاکش بسر — تاج تکریم لعمرک زیب بر
تا جو دستور دیوان شہود — کن فکان از دیانت تشریف وجود
یک شبے آن ہر اوج والضحیٰ — انفس ہمت تاخت بر شوق لقا
بر کمر جبرئیل بر بستہ نطاق — در رکابش شد روان عشق وشان
بر رواق عرش آمد از براق — ہم براقش باز ماند ہم وشان
داد حق اور قاب قوسینش مقام — رحمۃ للعالمینش کرد نام
خلعت لولاک بر قدمش برید — سرمہ مازاغ در چشمش کشید
بندگان را از کرم دلشاد ساخت — ہمچو سرو ناز خود آزاد ساخت
ملک را آموخت انداز سخا — کرد تلقین قوم را طرز وفا
سینہا را مخزن الاسرار ساخت

اگر اس محبوب خدا سید الانبیا والمرسلین مقدس مطہر یتیم کی تعلیم و تربیت نہ ہوئی تو کیا ہرج تھا - عالم الغیب نے کتاب عالم آنکھوں کے سامنے کھول دی تھی - جس کے مطالعہ میں قلب سلیم ہر وقت مشغول تھا - اور سینہ لدنی سے معمور ہو رہا تھا - (باقی آئندہ)

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

حاجی کرم الٰہی صاحب
سیالکوٹ

مکتوب نمبر ۳۶

امامت اور محبت اہل بیت

اہل سنت والجماعت کا مذہب

گذشتہ سے پیوستہ

نیز وہ آیات قرآنی جو اٹھارہ پارہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں بھی تقیہ متصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو انصاف دے۔ دانا لوگ جانتے ہیں کہ تقیہ خیانت یعنے بزدلی اور نامردی کی صفت ہے۔ اسد اللہ کے ساتھ اس کی نسبت نہایت نامناسب ہے۔ بشریت کے رو سے ایک ساعت یا دو ساعت یا ایک دو دن کے لئے اگر تقیہ جائز سمجھا جائے۔ تو ہوسکتا ہے۔ اسد اللہ شیر خدا علی مرتضیٰ ہیں۔ تیس ۳۰ سال تک اس بزدلی کی صفت کا ثابت کرنا اور تقیہ پر مصر سمجھنا بہت برا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اس امر کی برائی سمجھتے۔

یہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقدیم اور تعظیم سے اس لئے بھاگتے ہیں۔ کہ اس میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہانت ہے۔ اور تقیہ اختیار کر لیا ہے۔ اگر تقیہ کی برائی جو ارباب نفاق کی صفت ہے سمجھتے تو ہرگز تقیہ کو جائز قرار نہ دیتے۔ اور دو بلاؤں میں سے آسان کو اختیار کرتے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں۔ کہ شیخین کی تقدیم و تعظیم میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ اہانت نہیں ہے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا حقیقت بجا خود ہے۔ اور ان کی ولایت کا رتبہ اور ہدایت و ارشاد کا رتبہ بھی اپنے حال پر ہے۔ اور تقیہ کے ثابت کرنے میں نقص اور توہین لازم ہے کیونکہ یہ صفت ارباب نفاق کے خاص بدکاروں اور فریبوں کے لوازم سے ہے۔

مقام دوئم۔ یہ کہ اہل سنت وجماعت شکرہ اللہ تعالیٰ حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرتے ہیں۔ اور ہوا و تعصب سے دور جانتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نفوس خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں پاک ہو چکے تھے۔ اور ان کے رفیق سینے عداوت و کینہ سے صاف ہو گئے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ جب ہر ایک صاحب رائے اور صاحب اجتہاد تھا۔ اور ہر مجتہد کو اپنے رائے کے موافق عمل کرنا واجب ہے۔ اس لئے بعض امور میں رائے کے اختلاف کے باعث ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت و منازعت واقع ہوئی۔ اور ہر ایک کے لئے اپنے رائے کی تقلید بہتر تھی۔ پھر ان کی مخالفت موافقت کی طرح حق کے لئے تھی نہ کہ نفس امارہ کی ہوا و ہوس کے لئے

اہل سنت کے مخالف لوگ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور طرح طرح کی طعن و تشنیع ان کے حق میں جائز سمجھتے ہیں۔ جب اصحاب کرام بعض امور اجتہادیہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کر لیا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف حکم کیا کرتے تھے۔ اور ان کا یہ حکم مذموم اور قابل ملامت نہ ہوتا تھا۔ اور باوجود نزول وحی کے ممنوع نہ سمجھا جاتا تھا۔ تو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بعض امور اجتہادیہ میں مخالفت ہونا کیوں کفر ہے۔ اور ان کی مخالفت کیوں ملام و مطعون ہوں۔ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے مسلمانوں کا ایک جم غفیر ہے جو سب کا سب اصحاب کبار میں سے ہیں۔ بعض کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ان کو کافر اور برا کہنا آسان نہیں ہے۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔ (چھوٹا منہ بڑی بات)، قریبا نصف دین اور شریعت کو انہیں نے تبلیغ کیا ہے۔ اگر ان پر طعن آئی۔ تو نصف دین سے اعتماد دور ہو جاتا ہے۔ یہ بزرگوار کس طرح قابل طعن ہو سکتے ہیں۔ جب کہ ان میں سے کسی کسی کی روایت کو کسی امیر اور وزیر نے رد نہ کیا (صحیح بخاری جو کتاب اللہ کے بعد تمام کتابوں سے صحیح ہے۔ اور شیعہ بھی اس کو مانتے ہیں۔

فقیر نے احمد تیمی کے نسبت جو اکابر شیعہ میں سے تھا۔ سنا ہے۔ کہ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ کتاب بخاری کتاب اللہ کے بعد صحیح کتاب ہے، اس میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں کی بھی روایتیں ہیں۔ اور مخالفوں کی ہیں۔ اور موافقت و مخالفت کے باعث کسی کو راجح یا مرجوح نہیں جانا۔ جس طرح حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کی روایت میں کسی قسم کا طعن ہوتا تو ہرگز اپنی کتاب میں اس کی روایت درج نہ کرتا۔ اسی طرح سلف میں جو حدیث کے نقاد اور صراف گذرے ہیں۔ کسی نے اس وجہ سے حدیث کی روایت میں فرق نہیں کیا۔ اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کو طعن کا باعث نہیں بنایا۔

جاننا چاہیئے۔ کہ یہ بات ضروری نہیں۔ کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امور خلافیہ میں حق پر ہوں۔ اور ان کے مخالف خطا پر۔ اگرچہ محاربہ میں حق بجانب امیر تھے۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوا ہے۔ کہ صدر اول کے احکام خلافیہ میں علما و تابعین اور آئمہ مجتہدین نے حضرت امیر رضی کے غیر کا مذہب اختیار کیا ہے۔ اور ان کے مذہب پر حکم نہیں کیا۔ اگر حضرت امیر رضی کی جانب ہی حق مقرر ہوتا۔ تو ان کے برخلاف حکم نہ کرتے۔

قاضی شریح نے جو تابعین میں سے ہیں۔ اور صاحب اجتہاد ہوا ہے۔ حضرت امیر رضی عنہ کے مذہب پر حکم نہیں کیا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کو نسبت بنوت کے باعث منظور نہیں کیا۔ اور مجتہدین نے قاضی شریح کے قول پر عمل کیا ہے اور باپ کے واسطے بیٹے کی شہادت جائز نہیں سمجھتے۔

اس قسم کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے برخلاف اقوال جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی رائے مخالف میں اختیار کئے گئے ہیں۔ جو منصف نا بلد پر مخفی نہیں ہیں۔ ان کی تفصیل دراز ہے بس حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اور ان کے مخالف طعن و ملامت کے لائق نہیں ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حبیب رب العالمین کی محبوبہ تھیں۔ اور لب گور تک حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبولہ و منظورہ رہیں۔ اور مرض موت کے ایام بھی اُن ہی کے حجرہ میں بسر کئے۔ اور ان ہی کی گود میں جان دی۔ اور انہی کے پاک حجرہ میں مدفون ہوئے۔ اس شرف و فضیلت کے علاوہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجتہدہ بھی تھیں۔ اور پیغمبر علیہ السلام نے آدھا دین ان کے حوالہ کیا تھا۔ اور اصحاب کرام مشکلات میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ اور مشکلات کا حل ان سے طلب کیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی مجتہدہ کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے باعث طعن کرنا اور ناشائستہ حرکات کو ان کی طرف منسوب کرنا بہت نامناسب اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے سے بہت دور ہے۔ حضرت امیر رضی اللہ اگرچہ پیغمبر علیہ السلام کے داماد ہیں۔ اور چچا کے بیٹے ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ اور محبوبہ مقبولہ تھیں۔ (باقی آئندہ)

نعت شریف

ہے آمد آج محبوب خدا کی — حبیب کبریا صدر العلیٰ کی
ہے آج آمد شہ ہر دو سرا کی — شہ جن و بشر بدر الدجیٰ کی
ہے آمد آج ختم الانبیا کی — شفیع عاصیاں روز جزا کی
شہ لولاک نور عرش اعظم — امام المرسلین نور الہدیٰ کی
ہوئے تخلیق عالم جس کی خاطر — ہے آمد آج اس شمس الضحیٰ کی
مبارک مومنو تم کو مبارک — کہ آمد آج ہے خیر الوریٰ کی

مبارک آمد ہے کرم الٰہی!
حبیب رب شہ ہر دو سرا کی!

حاجی کرم الٰہی صاحب سیالکوٹ

نعت شریف

ہو مبارک آج فخر دو جہاں پیدا ہوئے — آج وہ محبوب رب انس و جاں پیدا ہوئے

سید و سرتاج خوباں جہاں پیدا ہوئے — دلستاں وہ دلربائے دلبراں پیدا ہوئے

ہیں ملائک نغمہ زن قدسی نثار پیدا ہوئے — جن کی خاطر یہ زمین و آسماں پیدا ہوئے

آج وہ محبوب رب دو جہاں پیدا ہوئے — فخر موجودات اور فخر زماں پیدا ہوئے

دستگیر ناتواں بے کساں پیدا ہوئے — اور پناہ عاجزاں و بے کساں پیدا ہوئے

جن کے دم سے کفر کی الحاد کی ظلمت مٹی — آج وہ بخشندۂ انوار جاں پیدا ہوئے

دی بشارت جن کی تھی روح اللہ نے — وہ مسیحا دم امام المرسلاں پیدا ہوئے

جن کا نام پاک شافع توبہ آدم ہوا! — فخر آدم وہ شفیع مجرماں پیدا ہوئے

مدتوں سے باغ عالم کو تھا جن کا انتظار — آج وہ سرو رواں گلستاں پیدا ہوئے

جس نے عالم کو دیا توحید مولیٰ کا سبق — وہ حبیب خالق کون و مکاں پیدا ہوئے

جس کے نور پاک سے عالم منور ہو گیا — آج نورانی امام قدسیاں پیدا ہوئے!

جن کے قدم پاک سے آئی بہار جاوداں — باغ عالم میں وہی روح رواں پیدا ہوئے

جن کی نورانی نظر نے عالم کیا پر نور و نور — پرتو نور الٰہی نور جہاں پیدا ہوئے

جو بنا دیگا غلاموں کو سلاطین جہاں — آج وہ بخشندۂ تاج شہاں پیدا ہوئے

ہے امید مغفرت کرم الٰہی ہے مجھے
رحمت عالم شفیع عاصیاں پیدا ہوئے

ھُوَ الْاَوَّلِ ھُوَ الْاٰخِرِ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا غلام رسول گوہر خطیب مسجد میاں کالا قصور

سب سے آخر اور سب سے پہلا رسول جیسا کہ عنوانِ بالا سے ظاہر ہے۔ ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں سید العبلاد مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کے گھر دو شنبہ کے روز صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد حضرت آمنہ بنت وہب کے شکم پاک سے پیدا ہوئے۔ آپ کے پیدا ہونے سے خشک سالی جو عرصہ دراز سے لوگوں کو پریشان کئے ہوئے تھی، دور ہو گئی۔ لوگوں نے آپ کی ولادت کے سن کو سنۃ الابتہاج کا نام اسی وجہ سے دیا۔ آپ کی ولادت کے وقت جو خوارق و عجائب دیکھنے میں آئے۔ وہ دیکھنے والوں نے بکثرت بیان کئے ہیں۔ بعض ان میں سے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سے منقول ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتی ہیں۔ کہ ایام حمل میں میں نے دوسری عورتوں کی طرح اپنی طبیعت میں کوئی تبدیلی اور بدمزگی نہیں پائی۔ اور ہر ماہ مجھ کو غیب سے بشارت دی جاتی رہی۔ کہ تو کونین کے سردار و مختار کے ساتھ حاملہ ہے۔ آپ کی ولادت کی رات کو میں نے آسمان سے ایک جماعت اترتی دیکھی۔ اُن کے ہاتھ میں تین جھنڈے تھے۔ ایک جھنڈا تو میرے مکان کی چھت پر انہوں نے نصب کر دیا اور کعبہ اور دوسرا بیت المقدس کی چھت پر۔ جب پیدا ہوئے۔ آپ نے سر کو اٹھایا ہوا تھا۔ اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آپ کی ولادت کے وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ میرے بطن سے ایک نور نکلا ہے۔ چنانچہ میں اس کی روشنی میں بصریٰ کے مکانات کو بھی دیکھا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے محمد کو میری گود سے اٹھایا۔ اور ایک ساعت تک غائب رہا۔ اور پھر واپس کر دیا گیا۔ اور کہا۔ کہ تیرے بیٹے کو مشارق و مغارب کی سیر کرائی گئی ہے۔ اور اس وقت یہ اپنے باپ آدم کے پاس تھا۔ آدم نے اس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اے میرے محبوب تو میری اولاد پہلی اور پچھلی کا سردار ہے۔ عثمان ابن العاص رضی کی والدہ کا کہنا ہے۔ کہ اس رات ستارے زمین کی طرف جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اور زمین نور سے معمور نظر آتی تھی۔ میں جس طرف نظر کرتی تھی۔ نور ہی نور نظر آتا تھا۔ عبدالرحمن بن عوف کی والدہ کا کہنا ہے۔ کہ جب آپ پیدا ہوئے۔ اور آواز نکالی۔ تو غیب سے کسی نے کہا۔ یرحمک اللہ۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ اور ساری زمین نور سے بھری ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے روم کے محلات کو دیکھا۔ آپ کی ولادت کے وقت ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا۔ اور بحیرہ بحیریہ کا پانی یکدم خشک ہو گیا۔ اور آتشکدہ فارس کی آگ جو ہزار برس سے روشن تھی۔ بجھ گئی۔ اور خانہ کعبہ مقام کی طرف جھکا۔ اور رب العالمین کے آگے سجدہ شکر بجا لایا۔ اور یوں گویا ہوا۔ کہ اب مشرکوں کی نجاست سے مجھے پاک کرنے والا پیدا ہوا۔ کعبہ میں جتنے بت تھے۔ وہ منہ کے بل گر گئے۔ حضرت عبدالمطلب کا بیان ہے۔ کہ میں اس

وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ جب میں نے یہ سُنا کہ آج آمنہ بنت وہب کے بطن پاک سے سیدالعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔ تو میں دوڑتا ہوا آمنہ کے گھر آیا۔ میں نے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ آمنہ نے دروازہ کو کھولا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ آمنہ نے کہا۔ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اور وہ گھر کے اندر ہے۔ میں والہانہ دیکھنے کے واسطے جب اس کمرہ کے دروازے میں پہنچا۔ جہاں آمنہ نے بتایا تھا۔ تو ایک شخص ہاتھ میں تلوار لئے باہر نکلا۔ اور اس نے اندر جانے سے مجھے روکا اور کہا۔ کہ تم اس وقت تک زیارت نہیں کر سکتے۔ جب تک سب ملائکہ محبوب رب العالمین کی زیارت سے بہرہ اندوز نہ ہوئیں۔ آپ کی والدہ نے یا حضرت عبدالمطلب نے غیب سے حکم پا کر آپ کا نام محمد رکھا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو چند دن دودھ پلایا۔ حضرت ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے بھی آپ کو دودھ پلایا ہے۔ یہ ثویبہ وہی لونڈی ہیں۔ جنہوں نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی مبارکباد دی تھی۔ اور ابولہب نے انگلی کے اشارے سے اس کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب حضور نبی اکرم علیہ السلام کا بڑا دشمن تھا۔ لیکن آپ کی ولادت پر اظہار مسرت کرنے اور لونڈی کے آزاد کرنے کی برکت سے کے روز اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور اس انگلی کو وہ چوستا ہے۔ تو اس سے اس کو کوئی ایسی چیز ملتی ہے جس سے اس کے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ اگر کافر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر خوشی کرنے سے عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے۔ تو ایمان دار کے اس یوم پاک میں اظہار مسرت کرنے سے کیا کیا رحمتیں اور برکتیں اس پر نچھاور نہ ہوں گی۔ ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو اہل اسلام بہت خوشی مناتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں نہایت عظیم الشان جلوس نکالے جاتے ہیں۔ لیکن جلوس کے ساتھ باجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ میں باجہ مطلقاً حرام ہے۔ یوم ولادت کی خوشی اس کو حلال نہیں کر دیتی۔ اور جا بجا جلسے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں آپ کے اوصاف حسنہ اور فضائل معجزات اور سیرت کا بیان ہوتا ہے۔ اور درود شریف کی کثرت ہوتی ہے۔ اور اختتام جلسہ پر سب مسلمان بہ ذوق و شوق کھڑے ہو کر ایک آواز سے سلام پڑھتے ہیں۔ بعض دوست اس کو بدعت کہتے ہیں۔ میرے ان دوستوں کو علمائے اہل سنت والجماعت نے دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ جو شکوک و شبہات کو دفع کرنے کے واسطے کافی ہیں۔ یہاں صرف اتنا لکھنے پر کفایت کی جاتی ہے۔ کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کا حال فرماتے ہوئے کہا ہے۔ یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم۔ وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر۔ اور اپنے پہلوؤں پر لیٹ کر۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ ذکر کی ایک صورت قیام کی بھی ہے لہذا کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا منع نہیں ہے۔ علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نزہۃ المجالس جلد دوم کے صفحہ ۹۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ کی ولادت کے وقت قیام کرنا مستحب ہے۔ اس میں کوئی انکار نہیں۔ کیونکہ وہ بدعات مستحسنہ سے ہے۔ اور ایک جماعت نے فتویٰ دیا ہے۔ کہ آپ کی ولادت کے وقت قیام کرنا مستحب ہے،

اور ایک دوسری جماعت نے کہا ہے۔ کہ جب آپ کے ذکر کے وقت تعظیماً درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ تو قیام کرنا بھی واجب ہے۔ کیونکہ اس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے۔ اس کتاب کا مولف کہتا ہے۔ کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا اگر میں سر کے بل قیام کرنے کی طاقت رکھوں تو سر کے بل قیام کر کے اللہ کے نزدیک مقام قرب حاصل کروں۔

تنبیہ :۔ ربیع الاول کے ماہ میں جو آپ کی ولادت کے نام جلسے ہوں۔ ان میں جید علماء کو آپ کی سیرت اور ولادت کو بیان کرنے کے واسطے دعوت دی جائے۔ اگرچہ ان کے بلانے میں کتنا ہی خرچ کیوں نہ آئے۔ اس لئے بعض واعظین جو صرف مولود خواں ہی ہوتے ہیں۔ اور اپنی خوش گوئی اور ترنم ریزی سے لوگوں کو خوش کرنا اور ان سے اپنی جیبوں کو پُر کرنا ہی جانتے ہیں۔ وہ حالات صحیح بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ بیچارے علم نہیں رکھتے۔ اور اکثر موضوع اور من گھڑت روایتیں بیان کرتے ہیں۔ جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سخت ناراض ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے۔ جو میری طرف ایسے قول کی نسبت کرتا ہے۔ جس کو میں نے نہیں کہا۔ وہ اپنا مکان دوزخ میں بناتا ہے۔ واعظین حدیث کی صحت و سقم ہرگز نہیں جانتے۔ لہٰذا ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ آج کل اکثر لوگوں نے وعظ کو دنیا کمانے کا پیشہ بنا رکھا ہے۔ اور وہ صرف وعظ و تقریر کے ذریعہ سے دنیا کماتے ہیں۔ اور تحصیل علم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور جھوٹی سچی روایات بیان کرتے پھرتے ہیں۔ اسی طرح نعت خواں بھی ہر کس و ناکس کا کلام نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہر شاعر عالم نہیں ہوتا۔ بہت سے شعرا علم دین سے بے بہرہ ہیں۔ اور ان کا نعتیہ کلام قابل اصلاح ہوتا ہے۔ اور بعض اشعار بجائے مدح کے ذم پر دلالت کرتے ہیں۔ اردو میں حضرت مولنٰنا رضا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بڑا پاکیزہ ہے۔ اور پنجابی میں جناب راقب صاحب کا کلام بہت اچھا ہے یا ایسے ہی کسی اور صاحب کا کلام ہو۔ جو علم دین کا ماہر ہو۔ اشعار نعتیہ میں۔ جاہل شاعروں کے پنجابی اشعار جو انہوں نے عشق مجازی کی مستی میں کہے ہیں۔ بطور تضمین اور دوہڑے ٹھونسنے نعت کی شان و منزلت کے خلاف ہے۔ آج کل نعت خوانوں کو نعت شریف میں غیر موزوں دوہڑوں کے پیوند کرنے کا عام مرض ہو گیا ہے۔ کھڑے ہوتے ہیں تو پورا ایک گھنٹہ ایک نعت کے پڑھنے میں ختم کر دیتے ہیں۔ نعت کا ایک شعر پڑھنے کے بعد دوہڑوں کی وہ بھرمار ہوتی ہے۔ کہ نعت جس کو شروع کیا تھا۔ وہ برائے نام رہ جاتی ہے۔ نعت خواں یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی سی حرفی یا یوسف زلیخا کی کتاب لوگوں کو سنا رہا ہے۔ اس قسم کی جملہ بے اعتدالیوں سے میلاد شریف کی محفلیں پاک ہونی چاہیئے۔ ان مجالس میں زیادہ تر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف کریمہ کے ساتھ آپ کی سیرت اور آپ کا اسوۂ حسنہ کسی جید عالم دین کی زبانی سننا چاہیئے۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو ان ایام میں شفا شریف کا درس سننا چاہیئے۔ افسوس کہ میرا یہ مضمون ۱۲ ربیع الاول کے بعد شائع ہو گا۔ کیونکہ اس کی تاریخ اشاعت بعد کی ہے۔ فقط والسلام۔ آمین۔

التجا

گدائے بے نوا۔ بدرگاہ امام اولیا و الاصفیا۔ سلطان العارفین مرشد الکاملین و المکملین۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امیر الملت والدین سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ۔

شہے محبوبِ ربِ بے نیازے
امیر الملت و عالم نوازے

پناہ بےکساں درماندگاں را!
محبّ عاجزاں بندہ نوازے

نہادہ اہل نظراں بر درِ او!
جبین خویش با عجز و نیازے

بارگاہت ماوی جملہ باشند
اگر محمود باشد یا ایازے

توئی ماوی و ملجائے غریباں
شہ مسکین پرور دل نوازے

نگاہ کرم بر کرم الٰہی!!
طفیل سید عالم نوازے

نعت

ہو مبارک آج محبوب خدا پیدا ہوئے
صاحب لولاک شہ حمد و لوا پیدا ہوئے

جس نے ظلمت کو زمانہ سے مٹایا سربسر
ناظم نور و ضیا نور الہدیٰ پیدا ہوئے

نام جن کا توبہ مقبول آدم کا ہوا!
آج وہ محبوب رب ذوالعلیٰ پیدا ہوئے

جن کی نگہ نور نے عالم مسخر کر لیا
آج وہ محبوب رب دوسرا پیدا ہوئے

جن کے صدقے میں ملیں گی نعمتیں دارین کی
آج وہ صاحب جود و سخا لطف و عطا پیدا ہوئے

رباعی

خطا کارم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ
ز جرم خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ

ندارم من کسے یارے بجز تو یا رسول اللہ
کہ لطف تست درمانم اغثنی یا رسول اللہ

حاجی کرم الٰہی صاحب سیالکوٹ

(صفحہ ۸ سے آگے)

خدا نے ہے مامور ان کو بنایا
انہیں کی اطاعت کا ہم کو سنایا

کریں حکم جو وہ تمہیں کرنا ہوگا
وہ روکیں گے جس سے تمہیں رکنا ہوگا

نہ مانا زمانے جو اس کی خطا ہے
نبی کی عطا ہی خدا کی عطا ہے

نبی کی زباں سے ہی قرآن نکلا
کلام خدا ہے یہ ایمان اپنا

نبی نے رستہ خدا کا بتایا
خدا نے انہیں جب وسیلہ بنایا

رسالت نے توحید سب کو سکھائی
ہیں جانی تھی خدا کی خدائی

نبی سے جو اب واسطہ اپنا توڑے
یقیناً خدا سے وہ منہ اپنا موڑے

جو رہبر کو رہبر نہیں جانتا ہے
وہ حق کو وہ کیسے پہچانتا ہے

نبی کے خدا کو خدا مانتا ہوں
نہ اس کے سوا دوسرا جانتا ہوں

محمد کا دامن نہ چھوڑے مسلمان!
یہ دامن ہی توحید کا نگہبان

محمد کا دامن نہ چھوٹے خدایا
ہے مطلوب طالب خدا مصطفےٰ کا

نعت شریف

از حاجی کرم الٰہی صاحب
سیالکوٹ

درِ مصطفیٰ کی جو تابانیاں ہیں
مدینہ میں کیا نور افشانیاں ہیں

مدینہ سے محفوظ رنج و بلا سے
ملائک کی ہر سو نگہبانیاں ہیں

ادھر بارِ عصیاں پریشانیاں ہیں
ادھر رحمتوں کی فراوانیاں ہیں

شب و روز رحمت خدا کی ان پر
ملی جن کو روضہ کی دربانیاں ہیں

ملائک بھی راہ میں نہ کیوں پر بچھائیں
غلامانِ مولیٰ کی مہمانیاں ہیں

مدینہ میں بسنے سے جنت ملے گی
نجات و فلاح کی یہ آسانیاں ہیں

میسر ہے کرم الٰہی ہمیشہ
درِ مصطفیٰ کی جو دربانیاں ہیں

حاجی الٰہ دتہ صاحب کنجاہ

خطبۂ نبوی نمبر ۲۱ ترجمہ منظوم

ہے محبت ہر کسی کو مال کی ؛ ہے یہ وصف انسان میں پیدائشی !
مسئلہ جب مال کا آتا ہے پیش ؛ اور خصوصاً جب غرض اسکی ہو بیش
اہل زہد و تقویٰ کے بھی پھر قدم ؛ ڈگمگا جاتے ہیں اکثر یک قلم !
دو فریق آپس میں لڑتے ہیں کبھی ؛ بیش قیمت چیزیں ہوں بکھری پڑی
جس کے جو ہاتھ آئے لے جاتا ہے وہ ؛ اور اسے اپنی سمجھ لیتا ہے وہ !
پیش آتے تھے جب ایسے واقعات ؛ قاعدہ سے جمع نہ ہوئیں کہیں
جب ہوا معلوم حضرت کو یہ حال ؛ لے گئے سب وہ غرض مال و منال !
وعظ فرمایا خیانت پر بڑا ؛ اس کا بد انجام سمجھا کر کہا !
حشر میں تم سے کوئی ایسا نہ ہو ؛ بڑبڑاتا اونٹ اسکے سر پہ ہو
اور کہے مجھ کو رسول اللہ کے ؛ بہر حق میری مدد فرمایئے
اور کہوں کچھ اب میں کر سکتا نہیں ؛ میں نے تو تبلیغ کر دی تھی تمہیں
اور کہیں ایسا نہ ہو روز شمار ؛ ہنہناتا گھوڑا ہو تم پر سوار
اور کہے مجھ سے مدد فرمایئے ؛ بہر حق آپ اے رسول اللہ کے
اور مجھے کہنا پڑے کہ اب ہو کیا ؛ میں نے کیا تجھ کو نہ تھا سمجھا دیا
ایسا نہ ہو حشر میں تم سے کوئی ؛ آئے اور سر پہ ہو بکری چیختی
اور کہے آکر اے رب کے رسول ؛ کر مدد کچھ عرض ہو مری قبول
اور کہوں میں کہ اب ہو سکتا ہے کیا ؛ میں نے پہلے تھا تجھے سمجھا دیا
ایسا نہ ہو کہ کہیں محشر کے دن ؛ آوے تم ہو نفس سر پہ نعرہ زن
اور کہو کہ یا رسول اللہ سنو ؛ عرض میری اور مجھے امداد دو
میں کہوں کچھ کر نہیں سکتا ہوں اب ؛ کر چکا ہوں پہلے میں تبلیغ جب

ایسا نہ ہو کہ قیامت میں کہیں ٭ آؤ تم سر پہ ہوں کپڑے کی گٹھیں
اور کہو ان سے ہمیں چھڑوائیے ٭ یا رسول اللہ امداد فرمائیے
میں کہوں کچھ میں تو کر سکتا نہیں ٭ میں نے تو سمجھا دیا تھا بس تمہیں
حشر کے دن میں کہیں ایسا نہ ہو ٭ مال غیروں کا کسی گردن پہ ہو
یا رسول اللہ وہ کہے ٭ اور پکارے وہ مدد کے واسطے
میں کہوں بس میں میرے اب کچھ نہیں ٭ میں نے تو تبلیغ کر دی تھی تمہیں

توبہ

گذشتہ سے پیوستہ — نظم

حاجی الٰہ دتہ صاحب کنجاہ

چاہتا ہے گر مکانِ تائباں ٭ اک دم غافل نہ ہو اے مہرباں!
اور جس سے نفس کو راحت ملے ٭ دور ہو اس سے کہ نہ حسرت رہے
ہر نفس جس میں خدا نہ یاد ہو ٭ توبہ کر اس سے نہ تو برباد ہو
جو کوئی حرص و ہوا پر شاد ہے ٭ اس کی توبہ ہے نہ کچھ فریاد ہے
نفس دُوں کے سر پہ رکھے پاؤں گر ٭ جنت الفردوس ہو تیرا ہی گھر
اور اگر تو نفس کی جانب چلے ٭ آتشِ دوزخ تیری راہ میں پڑے
گر درِ حق پر تو چاہے آب و تاب ٭ سب مباح اشیاء سے کر اجتناب
کھانے اور سونے کو تو محدود کر ٭ بابِ غفلت اپنے پر مسدود کر
تائبِ صادق گزرتا ہے کہیں ٭ فخر کرتی غیرت سے وہ زمین
اور اگر وہ ہاتھ میں مٹی کو لے ٭ حکم رب سے مٹی وہ سونا بنے
روضۂ جنت میں اس کی قبر ہو ٭ چہرہ تاباں اس کا روزِ حشر ہو
گوہرِ توبہ تو وہ گوہر نہیں ٭ ہر کوئی حاصل کرے جو ہر کہیں
دیتے ہیں اس کو جو لائق داد ہو ٭ اور ساری دنیا سے آزاد ہو۔
نورِ توبہ جس جگہ تاباں رہے ٭ کب وہاں پر ظلمت عصیاں رہے

بس سعادت کو نہ دے تو ہاتھ سے
تاکہ نہ تو ہاتھ حسرت سے ملے!

حاجی کرم الٰہی صاحب سیالکوٹ

اخلاق کریمہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا اس سے اندازہ کیا جانا چاہیئے، کہ اخلاق زمین و زمان مالک ہر دو جہاں نے آپ کے حسن خلق کی تعریف اپنی کتاب جواب قرآن کریم میں بطرح ارشاد فرمائے ہیں۔ انک لعلیٰ خلق عظیم حسن اخلاق اور اعلیٰ ترین ستودہ صفات جو اللہ نے اپنے محبوب حضور علیہ السلام میں ودیعت کی تھیں۔ فی الحقیقت وتشبہ باخلاق اللہ ہی تھیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل وشانہ کے محبوب تھے۔ اور اللہ تعالیٰ محب اور محبوب کی صفات املاک ایک ہی ہوتی ہیں۔ اس نے جو صفات اخلاق اللہ کی ہیں۔ ان کا عکس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک اور حسن صفات میں تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات ستودہ اہل جہاں کے لئے بہترین نمونہ زندگی میں ہے۔ ہر لحاظ سے چند ایک مثالیں حضور شہ کائنات فخر موجودات سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین کی درج رسالہ کی جاتی ہیں۔

(۱) آپ کی عادت شریف یہ تھی جب ان کو کوئی شخص ملتا۔ تو حضور اول سلام کرتے۔

(۲) اگر کوئی شخص حضور اعلیٰ کو کسی کام کے لئے کھڑا کر لیتا تو آپ جب تک وہ شخص نہ جاتا، حضور توقف فرماتے، جب تک وہ شخص خود چلا جاتا۔

(۳) آپ بڑے باوقار تھے۔ اور جب کوئی شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور اچانک دیکھ کر ہیبت کھاتا۔ مگر جب مشرف بحضور ہوتا۔ اور حضور کا خوبی و معجز نما کلام سنتا۔ تو حضور کی محبت اس کے دل میں ایسی گھر کر تی۔ کہ وہ حضور کا غلام مخلص بن جاتا۔

(۴) اگر کوئی شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ تو جب تک وہ ہاتھ خود نہ چھوڑتا۔ آپ ہاتھ نہ چھوڑتے۔

(۵) اپنے اصحاب سے بوقت ملاقات مصافحہ کرتے۔ اور ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر خوب مضبوط پکڑتے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ کا کرتے رہتے۔

(۶) نماز پڑھتے وقت اگر کوئی آجاتا۔ تو آپ نماز مختصر کر دیتے۔ اور اس سے پوچھتے کہ اگر اس کا کوئی کام ہے۔ اور اس کا کام کر کے پھر نماز میں مشغول ہو جاتے۔

(۷) آپ دونوں زانوں کو کھڑی کر کے ان کے گرد دونوں ہاتھ گوٹ مارنے کی طرح پکڑ لیتے تھے۔

(۸) تمام صحابہ کرام میں ان کے برابر ہی تشریف فرما رہتے تھے۔ اور حضور کی نشست متمیز نہ تھی۔ جہاں آپ کو جگہ ملتی۔ وہاں ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اصحاب میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے۔ ہاں اگر مکان وسیع ہوتا۔ اور حضور کے پاؤں پھیلانے سے تنگی نہ ہوتی، تو

کچھ مضائقہ نہ تھا۔ آپ اکثر قبلہ رخ نشست فرمایا کرتے تھے۔

(۸) جو حضور کی خدمت میں ملاقات کو حاضر ہوتا۔ حضور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور خاطر تواضع سے پیش آتے۔ اور اپنی چادر بچھا کر ان کو اس پر بٹھلاتے تھے۔ اور اپنا تکیہ بھی نکال کر آنے والے کے حوالہ کرتے۔ اور اگر وہ انکار کرتا، تو آپ اس کو قسم دیتے کہ اسی پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔

(۹) ہر ایک آدمی جس سے آپ محبت کرتے تھے۔ اس کو یہی گمان ہوتا تھا۔ کہ حضور سب سے زیادہ اسی سے محبت کرتے ہیں۔ اور اسی پر سب سے زیادہ کرم فرماتے ہیں۔ اپنے ہم جلیسوں میں سے ہر ایک کو حصہ رسد توجہ فرمایا کرتے تھے۔

(۱۰) اپنے اصحاب کی دلداری کے لئے ان کو ان کی کنیتوں سے پکارتے جس کی کوئی کنیت نہ ہوتی۔ اس کی کنیت آپ مقرر فرماتے۔

(۱۱) آپ بڑی جلدی راضی ہو جاتے۔ اور لوگوں پر نہایت ہی شفقت فرماتے۔ اور حضور ان کے حق میں سب سے بہتر اور نافع تھے۔

(۱۲) آپ کی مجلس میں بالکل خاموشی ہوتی اور کوئی بلند آواز نہ ہوتی اور جب مجلس سے اٹھتے تو فرماتے۔ اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔ ارشاد فرماتے کہ یہ کلمات مجھے جبریل نے سکھائے ہیں۔

(۱۳) آپ نہایت شیریں زبان اور فصیح تھے۔ آپ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرمایا کرتے تھے، جب بولتے زیادہ نہ بولتے تھے، آپ کا کلام سلک مروارید کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے چلا آیا کرتا تھا۔ کلام میں توقف فرمایا کرتے۔ تاکہ سننے والے یاد کر لیں۔ آواز بلند تھی۔ لب و لہجہ شیریں تھا۔ اکثر سکوت فرماتے اور بدوں ضرورت گفتگو نہ فرماتے، کبھی کوئی نامعقول لفظ زبان سے نہ نکلتا نکلتا کیسے بدوں حکم ربی وہ تو بحکم قرآن مجید الا مسطبق عن الھوی رب معواھم من کوئی نہ بولتے تھے، ان کی تمام کلام فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتی تھی۔ بجز سچ کے کچھ نہ فرماتے۔ اگر کوئی برا لفظ بولتا تو حضور اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے تھے۔ آپ کے پاس کوئی ایک دوسرے کی بات نہ کاٹتا تھا۔

(۱۴) آپ اپنے اصحاب کے روبرو تبسم فرماتے اور خندہ فرماتے تھے۔ آپ قہقہہ لگا کر نہ ہنسا کرتے

(۱۵) آپ رضا کی حالت میں سب سے بہتر راضی اور خوش ہوتے۔ آپ کا واعظ حقیقت ہوتی تھی۔

(۱۶) آپ جو موجود پاتے تناول فرما لیا کرتے۔ اور جس کھانے پر بہت سے ہاتھ ہوتے، وہ آپ کو بہت محبوب ہوتا۔ جب دسترخوان بچھایا جاتا۔ تو آپ بسم اللہ فرماتے۔ اور کھاتے وقت بائیں زانو پر بیٹھتے۔ اور دایاں کھڑا کر لیتے۔ حضور گرم کھانا نہ کھاتے۔ فرماتے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی، سو اس کو ٹھنڈا کر لو۔ اور اپنے قریب سے آپ کھایا کرتے تھے۔ اور تین انگلیوں سے بعض اوقات چوتھی بھی ملا لیا کرتے تھے۔ دو انگلیوں سے نہ کھاتے۔ آپ بدوں چھنے جَو کے آٹا کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔

(۷) میووں سے آپ کو انگور خربوزہ بہت پسند تھا۔ خربوزہ روٹی کے ساتھ اور مصری کے ساتھ بھی تناول فرماتے۔ ککڑی خرما کے ساتھ یا نمک کے ساتھ کھاتے تھے۔ دونوں ہاتھوں سے مدد لیتے۔ دودھ اور خرما۔ پانی اور خرما بھی اور دودھ اور خرما کو طیبین فرماتے تھے۔ سب سے زیادہ محبوب کھانا آپ کے نزدیک گوشت تھا۔ گوشت کھانوں کا سردار ہے۔ اور قوت بڑھاتا ہے۔ آپ ثرید کو گوشت اور کدو کے ساتھ کھاتے۔ آپ کو کدو بہت پسند تھا۔ فرماتے کہ یہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور ارشاد فرمایا کرتے کہ جب ہنڈیا پکاؤ۔ تو اس میں کدو بہت ڈالا کرو۔ کہ وہ غمگین دل کو بہت تقویت دیتا ہے۔ آپ خود شکار نہ کرتے مگر کوئی شکار نہ کرتے۔ مگر کوئی شکار لا کر دیتا۔ تو اس کے کھانے کو پسند فرماتے۔ گوشت کو منہ کے پاس لا کر کھاتے۔ سر کو نہ جھکاتے۔ روٹی وگھی بھی کھاتے۔ بکری کا شانہ اور دست بہت پسند تھا۔ ساگ میں سے کاسنی۔ ریحان اور خرفہ پسند تھا۔ کچا لہسن۔ پیاز اور گندنا تناول نہ فرماتے۔

(۸) کسی کھانے کو آپ نے کبھی برا نہیں فرمایا۔ اچھا ہوا تو کھا لیا۔ ورنہ چھوڑ دیا۔ اپنی انگلیوں سے رکابی چاٹتے۔ اور فرماتے پچھلے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ اور کھانے کے بعد اپنی انگلیاں اس قدر چاٹتے۔ کہ انگلیاں سرخ ہو جاتی۔ جب آپ گوشت روٹی کھاتے تو ہاتھوں کو خوب دھوتے۔ اور بقیہ پانی کو منہ پر پونچھ لیتے۔ پانی پر تین دفعہ پیتے۔ ان میں بسم اللہ اور الحمد للہ تین مرتبہ کہتے۔ پانی چوس چوس کر پیتے بڑے گھونٹ سے نہ پیتے۔ اور اپنا دائیں طرف والے کو مرحمت فرماتے۔ اگر اتفاقاً بائیں طرف کوئی بڑے رتبہ والا ہوتا۔ تو دائیں طرف والے کی اجازت لے کر بائیں طرف والے کو عطا فرماتے۔

آپ دو سالن ایک برتن سے اور دو پینے والی چیزیں ایک برتن سے ایک ساتھ کھانے پینے سے انکار کیا اور فرمایا۔ مگر میں ان کو حرام نہیں کرتا۔ مگر فخر کو دنیا کے فضول کا قیامت میں محاسبہ ہونے کو برا جانتا ہوں۔

(۹) اور تواضع کو پسند کرتا ہوں۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے۔ کھانا گھر والوں سے نہ مانگتے۔ نہ کھانے کی کوئی فرمائش کرتے۔ اگر انہوں نے کھلا دیا۔ تو کھا لیا۔ اور جو سامنے لا رکھا قبول کر لیا۔ جو پلایا پی لیا اور بعض دفعہ اپنے کھانے یا پینے کی چیز خود کھڑے ہو کر لے لیتے۔

(۱۰) کپڑوں میں تہمد۔ چادر۔ کرتہ یا جبہ یا کچھ اور جو کچھ ملتا پہن لیتے۔ سبز کپڑے آپ کو اچھے معلوم ہوتے تھے۔ پوشاک اکثر سفید پہنتے۔ فرماتے اپنے زندوں کو پہناؤ۔ اور اموات کو اسی کفناؤ۔

(۱۱) آپ لڑائی کے وقت قبا پنبہ دار اور بدوں پنبہ کے بھی پہنتے آپ کے سب کپڑے ٹخنوں سے اوپر چڑھتے رہتے تھے۔ تہمد نصف ساق تک بعض وقت بدن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔ چادر پیوند لگی ہوئی آپ پہنتے۔ تو فرماتے تھے۔ کہ میں بندہ ہوں پہنتا ہوں۔ مگر جمعہ کا جوڑا آپ کا خاص تھا۔ کبھی آپ کے جسم پر صرف ایک چادر رہتی۔ اس کے دونوں کنارے

کو دونوں شانوں کے درمیان گرہ لگا لیتے۔ کبھی مکان کے اندر ایک ہی تہمد لپیٹ کر دونوں شانوں پر ادھر ادھر ڈال لیتے

(۲۲) آپ نے انگشتری بھی پہنی اور ٹوپیاں آپ عماموں کے نیچے اور بارہا عماموں کے پہنتے۔ اور کبھی ٹوپی کو سر مبارک سے اتار کر اس کا سترا کرتے۔ اور آپ کپڑا داہنی طرف سے پہنتے۔ اور بائیں طرف سے اتارتے۔ جب بھی نیا کپڑا پہنتے تو پرانا کپڑا کسی مسکین کو عنایت فرماتے۔ اور فرماتے جو مسلمان محض خدا کے واسطے اپنے پرانے کپڑے کسی مسلمان کو پہنائے۔ وہ مسلمان حالت موت وحیات میں خدا تعالیٰ کی ضمان پناہ اور برکت میں رہے گا۔ جب تک کہ مسلمان پہنتا رہے۔

(۲۳) آپ کے پاس کھجور کی چھال کا بھرا ہوا ایک چمڑا کا گدا اور ایک کمبل تھا۔ کمبل کو دو تہہ کر کے آپ کے نیچے بچھا دیا جاتا تھا۔ آپ بوریا پر سویا کرتے تھے۔ کہ اس کے سوا اور بستر انہ تھا۔

(۲۴) آپ بڑے حلیم اور بردبار تھے۔ اور مجرم کا قصور باوجود قدرت کے معاف کر دیا کرتے تھے۔ ایک یہودی عورت نے آپکو زہر دینا چاہا۔ تو حضور کی خدمت میں اس عورت کو لائے۔ تو اس نے کہا کہ مجھے آپ کو مارنا مقصود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ تجھ کو اس امر پہ قادر کرے۔ لوگوں نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو اس کو قتل کر دیا جاوے۔ مگر آپ نے معاف فرمایا۔ اسی طرح ایک یہودی نے جادو بھی آپ پر کیا۔ اور جبریل امین نے آپ کو اسی حال کی اطلاع دے دی۔ آپ نے جادو نکلوایا۔ اور اس یہودی سے کبھی اس کا تذکرہ نہ فرمایا۔ نہ ہی اس پہ ظاہر کیا۔

(۲۵) آپ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی میرے پاس میرے اصحاب کی طرف سے کوئی بات مجھ سے نہ کہا کریں۔ کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سینہ صاف ہو کر آؤں۔ آپ کی خفگی اور رضامندی آپکے چہرہ سے معلوم ہو جاتی تھی۔ اور جب آپ کو بہت غصہ آتا۔ تو آپ ریش مبارک کو بہت ہاتھ لگاتے

(۲۶) کسی کو ایسا نہ فرماتے جو اس کو برا معلوم ہو۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں اور زرد خوشبو لگائے حاضر ہوا۔ جو آپ کو اچھی نہ لگی۔ مگر اسے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو لوگوں سے کہا۔ کہ تم اس کو کہہ دو۔ کہ اس کا استعمال نہ کرے۔ تو اچھا ہے۔ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابی اس پہ چڑھ آئے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ اس کو نہ روکو۔ پھر آپنے اسکو فرمایا۔ کہ مسجد میں پیشاب نہیں کیا کرتے۔

(۲۷) حضور علیہ السلام سب سے زیادہ سخی اور جواد تھے۔ ماہ رمضان میں آندھی کی طرح ہوتے تھے۔ کوئی چیز بدون دیئے نہ چھوڑتے۔ آپ نے کبھی کسی کا سوال رد نہ فرمایا۔ ایک دن ایک شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو کسی سے میرے نام پر قرض لے لو۔ جب ہمارے پاس کچھ آئے گا۔ ہم اس کو ادا کر دیں گے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ جس چیز پر آپ کو قدرت نہیں اس کی تکلیف خدا تعالیٰ نے آپ کو نہیں دی۔ آپ کو یہ بات بری معلوم

رپورٹ ہا حلقہ ذکر

۱۔ محترمی جناب قاضی ابوالنور محمد فاضل صاحب سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ کوہاٹ مطلع فرماتے ہیں۔ کہ ہر جمعرات کو بعد از نماز عصر برمکان حاجی پیر سید شاہ صاحب بمعہ گرامی نواز خان اور بعد نماز جمعہ ہر جمعہ کو برمکان محترمی بابو صاحب غلام حسین پنشنر یاران کوہاٹ کا باقاعدہ اجتماع ہوتا ہے۔ اور بعد از ختم خواجگان ختم امام ربانی مجدد الف ثانی حلقہ ذکر کی محفل ہوتی ہے۔ نعت خوانی اور دعا کے بعد ختم

(۲) پشاور برمکان جناب مولوی حافظ سلطان احمد صاحب تمام یاران طریقت کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور نعت خوانی ختم خوانی اور حلقہ ذکر کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔

(۳) کیمبل پور میں جناب حافظ جناب مولانا حاجی محمد عبدالحمید خطیب آر۔پی۔اے سنٹر محفل حلقہ ذکر باقاعدہ جمعہ کے دن بعد از نماز عصر ہوتی ہے

(۴) شہر راولپنڈی میں محلہ نور نسر زیجراتی ظرف خانہ میں اور صدر بازار میں حاجی مستری چراغ دین صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر ہر ہفتہ میں ایک بار ہی حلقہ ذکر منعقد ہوتی ہے۔

۵۔ کراچی میں برمکان جناب سیٹھ نور احمد صاحب مالک مسکین بیکری ہر جمعہ کے روز حلقہ ذکر کی محفل ہوتی ہے۔ ختم خواجگان، قرآن خوانی اور نعت خوانی اور ذکر کی خوب محفل گرم ہوتی ہے۔ (۶) لاہور میں جناب حاجی حکیم مبارک احمد صاحب کوچہ حکیماں کے مکان پر محفل حلقہ ذکر ہر ہفتہ میں ایک بار ہوتی ہے۔

(۷) صدر بازار چھاؤنی سیالکوٹ برمکان جناب حاجی منشی الہ دوہا والا صاحب جمعہ کے دن حلقہ ذکر کی محفل ہوتی ہے۔

(۸) ملتان میں برمکان جناب حاجی خوشی محمد صاحب ہر ہفتہ میں حلقہ ذکر کی محفل ہوتی ہے جس میں یاران بکثرت حصہ لیتے ہیں۔

خداتعالیٰ تمام یاران کو اپنے اپنے قصبہ اور شہر میں حلقہ ذکر منعقد کرنے کی توفیق دے۔

اخبار۔

آستانہ عالیہ علی پور شریف میں بفضلہ تعالیٰ بالکل خیریت ہے۔ چند دن ہوئے جناب صاحبزادگان سید اختر حسین شاہ اور سید انور حسین اور دیگر حضرات صاحبزادگان کو موسمی بخار کی شکایت رہی ہے۔ اب خدا کے فضل سے سب اصحاب کو کامل صحت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان عالی دودمان کو ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ حضرت مولانا الحاج اعلیٰ حضرت سراج الملت مدظلہ العالی ماہ نومبر کو ملتان میں ہی تشریف فرما ہیں۔ مگر بہت جلد علی پور شریف میں تشریف لانے والے ہیں۔ (۳) جناب مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب بفضلہ تعالیٰ ۲۳ اکتوبر کو علی پور شریف رونق افروز ہونے والے ہیں۔ (۴) عالیجناب حضرت صاحبزادہ مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری بھی عنقریب حجاز مقدس سے واپس تشریف لانے والے ہیں۔ جن اصحاب کے ذمہ چندہ رسالہ انوار الصوفیہ لگا یا ہے۔ براہ کرم مینجر رسالہ کے نام روانہ فرما کر رسالہ کی امداد کریں۔